اٹھارہ آنے – اختر انصاری

اختر انصاری نے افسانے کے میدان میں اس وقت قدم رکھا تھا جب پریم چند کا بول بالا تھا۔ پریم چند کی روایت کو آگے بڑھاتے ہُوئے اختر انصاری نے افسانوں میں ایک نُمایاں مقام حاصل کیا۔ اُن کے افسانوں کے کئی مجموعے شائع ہو چُکے ہیں۔

اختر انصاری کے افسانوں میں پریم چند کے اثرات واضح طور پر نظر آتے ہیں۔ اُن کے افسانوں میں بھوک، بے کاری، غریبی وغیرہ کا نقش مِلتا ہے۔ اُن کے افسانوں میں سادگی بھی ہے اور دلکشی بھی۔ ”اٹھارہ آنے“ اختر انصاری کا مشہور افسانہ ہے۔

اٹھارہ آنے کا خُلاصہ:

سُورج ڈوبنے سے پہلے سیٹھ جی کے مکان کا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا۔ گھر میں جتنے لوگ تھے، سب کے کلیجے کانپنے لگے۔ مسلمان غنڈے آن پہنچے ہیں۔ یہ خیال ہر ایک کے دل پر چھا گیا۔ کیونکہ پچھلی شام قصبے کے بنیوں اور مسلمان دیہات کے درمیاں غلّے کی خرید و فروخت پر جھگڑا ہو گیا تھا۔ اس معمولی جھڑپ نے ہندو مسلم فساد کی شکل اختیار کر لی۔ مسلمانوں کی تعداد زیادہ تھی۔ دولت مند بنیوں کے لئے یہ وقت بہت نازک تھا۔ ان کو اپنی جان کی حفاظت کے علاوہ دھن دولت کی رکھوالی بھی کرنی تھی۔

سیٹھ جی اُس قصبے کا سب سے دولت مند ہے۔ انھوں نے ساری دولت لوگوں کو لُوٹ کھسوٹ کر کے جمع کر لی تھی۔ بہت پہلے وہ اپنے گاؤں سے پھٹا ہُوا کُرتہ، میلی دھوتی پہنے اِس قصبے میں آئے تھے۔ تب اُن کی کُل پُونجی اٹھارہ آنے کا مال تھا۔ وہ گلیوں میں گھوم پھِر کر مال بیچتے رہے۔ کُچھ دِنوں کے بعد دوکان پر بیٹھ کر اپنا مال بیچنے لگے۔ پھر دوکان ایک صرافہ میں تبدیل ہو گئی۔ رفتہ رفتہ قصبے کی اندرونی دولت کا ایک بڑا حصّہ اُن کے تصرّف میں آ گیا۔

نوکروں نے جھانک کر دیکھا تو معلوم ہُوا کہ وہ مسلمان غنڈے نہیں، بلکہ پولیس تھے۔ دروازہ کھول دیا۔ پولیس اُن کی مدد کے لئے آئے تھے۔ سب مال دولت لے کر اُن کے ساتھ چلنے کو کہا۔ سیٹھ جی اپنی بیس سال کی کمائی لے کر گاڑی میں بیٹھ گئے۔ گاڑی روانہ ہُوئی۔ باتوں بات سیٹھ جی نے اٹھارہ آنے کی کہانی پولیس سے کہہ دی۔ یہ سن کر سب حیران ہو گئے۔ سیٹھ جی کے گاؤں کے قریب پہنچے تو پولیس نے اُنھیں وہاں اُترا دیا۔ اِنسپکٹر صاحب نے اُنھیں اٹھارہ آنے دے کر کہا ”لیجئے، ایک بار پھر اٹھارہ آنے کو بڑی دولت میں تبدیل کر لیجئے۔ اگلے بیس سال کے بعد ہم آپ سے ملاقات کریں گے“۔ انسپکٹر صاحب گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہو گیا۔ سیٹھ جی اپنی ہتھیلی پر اٹھارہ آنے دیکھتے ہی رہے۔